

کے واسطے کی گرو ہے۔ اُسی گرد سے زخموں کو نمک کا مزہ مل سکتا ہے، اسی سے وہ بھر سکتے ہیں ورنہ دنیا میں اتنا نمک کہاں پیدا ہوتا ہے کہ زخمِ دل کے لیے بقدِ ذوق لذت اور اندمال کا سامان مہیا ہو سکے۔

۳۔ لغات۔ ارزانی ز نصیب رہے، ملتا رہے۔

تشریح : شعر میں

لف و نشر مرتب ہے۔ یعنی پہلے مصرع کے پہلے ٹکڑے کا تعلق

دوسرے مصرع کے پہلے ٹکڑے سے ہے اور پہلے مصرع کے دوسرے کا دوسرے مصرع کے دوسرے سے۔

مطلب یہ کہ مجھے نالہ بلبیل کا درد نصیب رہے، میرے لیے یہی مناسب ہے اور اسی کو زندگی کا حاصل سمجھتا ہوں اور اے محبوب! تجھے خندہ گل کا نمک مبارک ہو۔ خندہ گل سے مراد پھولوں کا کھلنا ہے، جسے پھولوں کی ہنسی قرار دیا جاتا ہے اور محبوبوں کی ہنسی شاعروں کے نزدیک نمک کا حکم رکھتی ہے، خصوصاً اس حالت میں کہ عاشق پریشاں حال اور درد سے لاچار ہوں، بہ اس ہمہ محبوبوں کی ہنسی میں فرق نہ آئے۔ یہ کیفیت گل و بلبیل کے معاملے میں بالکل آشکارا ہے۔ یعنی بلبیل کے دل سے دردناک صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ پھول بدستور کھلتے رہتے ہیں اور ان کی ہنسی بلبیل کے زخمِ دل پر نمک چھڑکتی رہتی ہے۔

۴۔ لغات : شورِ جولاں : گھوڑا دوڑانے اور شہسواری کرنے

داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ، واہ!

یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس کا نمک

چھوڑ کر جانا تنِ مجروح عاشق، حیف ہے

دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک

غیر کی منت نہ کھینچوں گا، پے تو فیر درد

زخم، مثلِ خندہ قاتل ہے، سہرتا پانمک

یاد ہیں غالب! تجھے وہ دن، کہ وجدِ ذوقِ

زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چلتا تھا، نمک

یاد ہیں غالب! تجھے وہ دن، کہ وجدِ ذوقِ